رویتِ ہلال علمِ ہیئت کے نقطۂ نظر سے

ایک اور ماہرِ فن کی تصریحات

[ماہ مئی کی اشاعت میں اس مسئلے کے متعلق ہمارے سوال نامے کا ایک جواب ایک ماہرِ فن کے قلم سے شائع ہو چکا ہے۔ اب ایک دوسرے ماہرِ فن کا جواب درج کیا جا رہا ہے]

سوال (۱) یہ اسلامی فقہ میں یہ امر مختلف فیہ ہے کہ رویتِ ہلال کے معاملے میں اختلافِ مطالع کا لحاظ کیا جائے گا یا نہیں۔ بعض فقہا کہتے ہیں کہ ایک جگہ کی رویت ساری دنیا کے لیے معتبر ہے بشرطیکہ اس کا ثبوت بہم پہنچ جائے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اختلافِ مطالع چونکہ ایک حقیقت ہے اس لیے جن علاقوں کے مطلع میں اختلاف ہے ان میں سے ایک کی رویت دوسرے کے لیے معتبر نہیں ہے۔ علمِ ہیئت کے نقطۂ نظر سے ان میں سے کس کا مسلک زیادہ قوی ہے؟

جواب۔ علمِ ہیئت کے نقطۂ نظر سے اختلافِ مطالع کو ایک حقیقت ماننے والا مسلک معتبر ہے کیونکہ کسی شام کو بعض علاقوں میں نئے چاند کا دکھائی دینا اور بعض میں نہ دکھائی دینا ایک علمی اور سائنسی حقیقت ہے۔ اس کے دو وجوہ ہیں (۱) زمین کی گولائی اور کرۂ ارض کے اپنے محور پر گھومنے کی وجہ سے مختلف مقامات پر دن اور رات کے اوقات کا مختلف ہونا۔ اور (ب) کرۂ قمر کا فلکیاتی نئے چاند (NEW MOON) کی نوبت پر پہنچنے کے بعد، وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ہلال (CRESCENT) کی شکل میں نمودار ہونے کی منزل کی طرف بتدریج بڑھنا اور اس طرح اس کے اور آفتاب کے درمیان ایک مطلوبہ فصل کا واقع ہونا۔ ان وجوہ کی بنا پر نئے چاند کے دکھائی دینے کا آغاز ان مقامات سے ہوگا جہاں حسبِ ذیل شرائط پوری ہو رہی ہوں:

(۱) مغرب کے بعد کا وقت ہو (۲) چاند اور آفتاب کے درمیان وہ فصل واقع ہو چکا ہو جس پر

ہلال عموماً دکھائی دیتا ہے یا جس فصل پر وہ اس شام کو مقامی فضائی حالات کی بنا پر دکھائی دے سکتا ہو۔ اور (۳)، ان مقامات کے اُفق پر نیا چاند غروب نہ ہو چکا ہو۔ ان مقامات کے مشرق میں نیا چاند اس لیے دکھائی نہیں دے گا کہ وہ وہاں رویت کے لیے آفتاب سے مطلوبہ فصل واقع ہونے سے پہلے غروب ہو چکا ہوگا۔ اس طرح اختلافِ مطالع واقع ہو گیا۔ اس چیز کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جب ہم سورۂ بقرہ، آیت ۱۸۹ کے ابتدائی الفاظ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ ط قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہلالوں یعنی نئے دیکھے جانے والے چاندوں کو انسانوں، خصوصاً مسلمانوں کے لیے وقت کی ایک نشانی اور ایک پیمانہ مقرر فرمایا ہے جن پر وہ نہایت اہم اسلامی عبادات یعنی رمضان کے روزوں اور حج کا دار و مدار ہے۔ چنانچہ حج کی تو اس آیت میں وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔ قرآن مجید کے مذکورۂ بالا الفاظ کے معنی ہیں: "اور پوچھتے ہیں لوگ آپ سے (اے محمدؐ)، ہلالوں کے بارے میں تو کہہ دیجیے کہ یہ ہلال مقررہ اوقات (یا نشانیاں)، ہیں عوام کے واسطے اور حج کے لیے۔" اس طرح جب رویت ہلال، عبادات کے لیے قمری مہینوں کے آغاز کی بنیاد ہے، اور جب یہ بھی معلوم ہے کہ نہ صرف پورے کرۂ ارض بلکہ بعض مہینوں میں خود اسلامی ملکوں کے درمیان بھی شرعی رویتِ ہلال ایک ہی شام کو نہیں ہو سکتی، تو پھر ایک جگہ کی رویت ساری دنیا کے لیے معتبر ہونے کا سوال باقی نہیں رہتا۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں رویتِ ہلال کے لیے ایک دن کا فرق ضروری ہے جو کسی مہینے اسلامی ملکوں کے درمیان بھی پڑ سکتا ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ساری دنیا کے لیے رویتِ ہلال میں ایک دن سے زیادہ کا فرق بھی ناممکن ہے اور یہ کہ بعض مہینے ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن میں رویتِ ہلال سارے عالمِ اسلام کے لیے ایک ہی شام کو ہو۔ یہ اُس صورت میں ہوگا جب رویت انڈونیشیا میں یا اس سے کچھ مشرق میں ہو جائے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس علاقہ میں رویت ہو اس سے مغرب کی طرف بڑھنے پر نیا چاند تدریجی طور پر زیادہ واضح دکھائی دیتا جائے گا۔ چونکہ تمام اسلامی ملک انڈونیشیا کے مغرب میں ہیں اس لیے انڈونیشیا میں رویت کا مطلب تمام عالمِ اسلام میں رویت ہوگا۔

سوال (۲): "کیا یہ ممکن ہے کہ تمام دنیا میں ہلال کی رویت ایک ہی دن ہو اور ہمیشہ ہوتی ہے؟"

جواب: یہ ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ گذشتہ سوال کے جواب میں بتایا جا چکا ہے، زمین کی گولائی اور کرۂ ارض کے اپنے محور پر گھومنے کی وجہ سے مختلف مقامات پر دن اور رات کے اوقات میں فرق ہونا، اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فلکیاتی اصطلاح کے نئے چاند کا ہلال کی شکل میں دکھائی دینے کی منزل کی طرف بڑھنا، اس بات کو ناممکن بنا دیتا ہے کہ تمام دنیا میں ہلال کی رویت ایک ہی دن ہو اور ہمیشہ ہوتی رہے۔

رویتِ ہلال کے معاملے میں جن باتوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے ان کی کچھ تفصیلات یہ ہیں:

فلکیاتی نئے چاند کا اطلاق کرۂ قمر پر اُس وقت ہوتا ہے جب قرصِ شمس اور قرصِ قمر کے مرکزی نقطے۔ یا عام الفاظ میں آفتاب اور چاند منطقۃ البروج (ZODIAC) کے ایک ہی درجے پر ہوں یعنی دونوں آسمان پر ساتھ ساتھ ہوں۔ اس کے بعد کرۂ قمر، ہلال کی شکل میں نمودار ہونے کے قریب اس وقت پہنچتا ہے جب اس کے اور آفتاب کے درمیان کم و بیش بارہ درجے کا فصل واقع ہو جائے (اس ضمن میں تفصیلات سوال سوال ۹ کے جواب میں ملاحظہ ہوں)، اس نوبت پر مختلف عوامل رویتِ ہلال پر اثر انداز ہوتے ہیں جن کے مجموعی اثرات کے پیشِ نظر سائنسی طور پر بتانا تقریباً ناممکن ہے کہ کسی جگہ نیا چاند آفتاب سے ۱۲ درجے ہٹنے کے بعد مزید کتنے دقیقے کا فصل واقع ہونے پر دکھائی دے گا، یا ۱۲ درجے سے کم کے فصل پر ہی دکھائی دے جائے گا۔ (آسمان پر اجرامِ فلکی کے مقامات کا تعین کرنے یا ان کی حرکت کا حساب لگانے کے لیے انسان نے کرۂ فلکی (CELESTIAL SPHERE) کو، کرۂ ارض کی جغرافیاتی تقسیم کی طرح ۳۶۰ طول البلدی اور عرض البلدی درجوں (DEGREES) میں تقسیم کیا ہے۔ چنانچہ جب آسمان کے درجات کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان سے یہی درجے مراد ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر درجے کو ۶۰ دقیقوں (MINUTES) اور ہر دقیقے کو ۶۰ ثانیوں (SECONDS) میں تقسیم کیا جاتا ہے)۔

زمین کی گولائی، اور اپنے محور پر اس کے گھومنے کی وجہ سے مختلف مقامات پر دن اور رات کے اوقات مختلف ہوتے ہیں۔ اس صورت میں کسی مہینے ہلال کے لیے مطلعِ رویت کی ابتدا اُس طول البلد (LONGITUDE) سے منصور ہو گی جہاں غروبِ آفتاب کے بعد سب سے پہلے نیا چاند دکھائی دے۔ سب سے پہلے، سے مراد سب سے زیادہ مشرق میں ہے کیونکہ، جیسا کہ گزشتہ جواب کے آخر میں

کہا گیا، اگر کسی مقام پر نیا چاند دکھائی دے تو وہاں سے مغرب کی طرف بڑھنے کی صورت میں وہ تدریجی طور پر زیادہ واضح دکھائی دیتا جائے گا۔ اس کی وضاحت کے لیے ایک مثال پر غور کرنے کی ضرورت ہوگی فرض کیجیے کہ کسی ماہ نیا چاند آفتاب سے ۱۲ درجے ۲۰ دقیقے کے فصل پر جہاں عموماً رویت ہو جاتی ہے، ایسے وقت پہنچتا ہے کہ یہ ۴۰ درجے طول البلد شرقی کے آس پاس غروب آفتاب کے بعد کا وقت ہوتا ہے۔ چنانچہ نیا چاند اس شام کو سب سے پہلے مذکورہ طول البلد کے آس پاس دکھائی دیگا۔ یہ وہ طول البلد ہے جو سعودی عرب میں گزرتا ہے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ تقریباً اسی طول البلد پر واقع ہیں۔ چنانچہ وہاں رویت ہلال ہوگی۔ اور ہم جیسے جیسے مغرب کی طرف بڑھتے جائیں گے یعنی مصر، پھر لیبیا، پھر تیونس اور الجزائر وغیرہ تو ان ملکوں میں علی الترتیب نیا چاند واضح دکھائی دیتا جائے گا۔ لیکن مشرق کی طرف بڑھنے پر یہ شکل نہیں ہوگی چنانچہ یہ کہا جا سکے گا کہ فلاں مہینے نیا چاند سب سے پہلے ۴۰ درجے طول البلد شرقی کے آس پاس دیکھا گیا۔ اس طرح مذکورہ علاقے سے سائنسی طور پر مطالع رویت کی ابتدا ہوئی۔ دورِ حاضر کا یہ عمل درآمد کہ کسی ملک کے ایک حصے میں نیا چاند نظر آنے پر سارے ملک کے لیے رویتِ ہلال کا اعلان ہو جاتا ہے، جدید تیز رفتار ذرائع مواصلات کے پیشِ نظر درست ہے۔ ذرائع خبر رسانی کے بدل جانے پر اس حد تک اجتہاد ٹھیک ہے لیکن انہی ذرائع مواصلات کا اطلاق ایسے علاقوں پر نہیں ہونا چاہیے جو دوسرے ملک کی تعریف میں آتے ہیں اور جہاں نیا چاند نہ صرف یہ کہ دیکھا نہ گیا ہو بلکہ جہاں اس کے دکھائی دینے کے امکانات بھی نہ ہوں۔ ہر چند کہ اسلام سیاسی یا جغرافیائی حدود کا پابند نہیں ہے، لیکن گزشتہ جواب میں جس نصِ قرآنی کا حوالہ دیا جا چکا ہے، اُس اصول یا معیار کے پیشِ نظر ہمیں کہیں نہ کہیں رویت اور عدمِ رویت کی حدِ فاصل قائم کرنا ہوگی۔ چنانچہ ایسی صورت میں کسی ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرنے سے بہتر یہ ہے کہ یہ حدِ فاصل مختلف اسلامی ملکوں کی موجودہ سرحدوں کو قرار دیا جائے اور کسی اسلامی ملک میں نیا چاند نظر آنے پر اس کا اطلاق مشرق کی طرف واقع ایسے اسلامی ملکوں پر نہ کیا جائے جہاں نیا چاند نہ دیکھا گیا ہو اور نہ وہاں رویت ممکن ہی ہو۔ پیشِ نظر مثال میں مذکورہ طول البلد چونکہ عراق کے مغربی حصے سے بھی گزرتا ہے اس لیے وہاں رویت ہلال ہوگی۔ شام اور ترکی

پر اس رویت کا اطلاق بخوبی ہوگا کیونکہ مذکورہ طول البلد ان ملکوں کے مشرقی حصوں سے گزرتا ہے۔ لیکن ان ملکوں سے مشرق کی طرف یعنی ایران، افغانستان یا مغربی پاکستان میں اس شام کو نیا چاند نہیں دیکھا جا سکے گا۔ چنانچہ ان ملکوں میں شرعاً رویتِ ہلال نہیں ہوگی۔ یہی اختلافِ مطالع ہے۔ اس سلسلے میں سوال نمبر ۱۲ کا جواب بھی ملاحظہ ہو۔

سوال نمبر ۳ ”اگر یہ ممکن نہیں ہے تو کیا روئے زمین کو متعین طور پر ایسے حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جن کے مطالع ایک دوسرے سے مختلف ہوں؟“

جواب - رویتِ ہلال کے نقطۂ نظر سے روئے زمین کو متعین طور پر ایسے حصّوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا جن کے مطالع ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ طول البلدی خط جہاں سے کسی مہینے رویتِ ہلال کا آغاز ہو، عموماً ہر ماہ مختلف جگہ پڑتا ہے۔ اس کے وجوہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) زمین کے گرد چاند کی ایک مکمل گردش کا وقت متعین نہیں ہے۔ گو اس کی اوسط مدت ۲۷ دن، ۷ گھنٹے ۴۳ منٹ اور ۱۱.۶ سیکنڈ یعنی ۲۷ دن اور ۸ گھنٹے (۲۷⅓ دن) سے کچھ کم ہی ہے، لیکن اُن پیچیدہ عوامل کے تحت، جو چاند کی رفتار پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس اوسط مدت میں کئی کئی گھنٹوں کی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زمین کے گرد چاند کی گردشوں کا حساب ٹھیک طرح نہیں لگایا جا سکتا۔ چاند کی ہر گردش سے متعلق حسابات، اُس گردش پر اثر انداز ہونے والے طبیعیاتی عوامل کے پیشِ نظر بڑی صحت کے ساتھ لگائے جاتے ہیں چنانچہ چاند گہن اور سورج گہن سے متعلق پیش گوئیاں بڑی صحت کے ساتھ کی جاتی ہیں۔ اس طرح ہر گردش کے لیے علیحدہ حساب لگانے کی ضرورت ہوتی ہے جو بہر حال پوری صحت کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ چاند کی مختلف گردشوں کے اوقات چونکہ بدلتے رہتے ہیں اس لیے ہر ماہ کرۂ قمر فلکیاتی اصطلاح کا نیا چاند بننے کی منزل پر مختلف اوقات میں پہنچتا ہے۔

یہاں ایک عام غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے جو یہ ہے کہ چاند زمین کے گرد ایک گردش ۲۹½ دن

میں مکمل کرتا ہے۔ درحقیقت چاند زمین کے گرد ۱/۳ ۲۷ دن سے کچھ کم ہی کے عرصے میں گھوم جاتا ہے۔ لیکن نئے چاند سے نئے چاند تک کی اوسط مدت جو ۱/۲ ۲۹ دن ہوتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ مذکورہ ۲۷ دنوں میں آفتاب بھی خط مسیر الشمس (ECLIPTIC) پر بہ حساب تقریباً ایک درجہ روزانہ، ۲۷ درجے ہٹ جاتا ہے (آفتاب کی یہ ظاہری حرکت درحقیقت آفتاب کے گرد، زمین کے اپنے مدار پر بڑھنے کی وجہ سے رونما ہوتی ہے)۔ چنانچہ چاند کو ہلال کی شکل میں نمودار ہونے کے لیے یہ مزید فاصلہ بھی طے کرنا ہوتا ہے، کیونکہ چاند کا ہلال کی شکل میں نظر آنا، زمین، آفتاب اور چاند کی باہمی جائے وقوع پر منحصر ہے۔ چاند یہ مزید فاصلہ اوسطاً ۲ دن سے کچھ زیادہ کی مدت میں طے کرتا ہے۔ اس طرح یہ مجموعی مدت ۱/۲ ۲۹ دن سے کچھ زیادہ ہی ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں قمری مہینے نہ صرف باری باری سے ۳۰ اور ۲۹ دن کے ہوتے ہیں بلکہ ۱/۲ ۲۹ دن سے کچھ زیادہ کی مذکورہ اوسط کو برابر کرنے کے لیے ۳۰ قمری سال کے ایک دور میں ۱۱ سال سنہ کبیسہ ہوتے ہیں، یعنی ذی الحجہ بجائے ۲۹ کے ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔ یہ بالکل ویسی ہی چیز ہے جیسے شمسی سال کی اوسط مدت یعنی ۱/۴ ۳۶۵ دن کو برابر کرنے کے لیے ہر چوتھے سال سنہ کبیسہ ہوتا ہے جس میں فروری بجائے ۲۸ دن کے ۲۹ دن کا شمار کیا جاتا ہے۔ اس طرح چاند ایک قمری سال میں درحقیقت زمین کے گرد نہ صرف ۱۳ پورے چکر لگاتا ہے بلکہ ان کے بعد مزید ۸ گھنٹے یا ۱/۳ دن سے کچھ زیادہ ہی کا فاضل وقت بچ رہتا ہے جس کی بنا پر ۳۰ سال کے ایک دور میں ۱۱ سال سنہ کبیسہ ہوتے ہیں۔

(ب) فلکیاتی نیا چاند بننے کے بعد سے کرۂ قمر ہلال کی شکل میں نمودار ہونے تک کی منزل کا فاصلہ مختلف مہینوں میں مختلف رفتاروں سے طے کرتا ہے۔ چاند کی رفتار مختلف دنوں (۲۴ گھنٹوں) میں پونے بارہ درجے سے لے کر سوا پندرہ درجے تک گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ اس وجہ سے فلکیاتی نئے چاند اور ہلال کے درمیان وقفے میں فرق پڑتا رہتا ہے۔ یہ دو بڑے اسباب ہیں جن کی بنا پر کسی شام کو رویتِ ہلال کے آغاز کا خط کرۂ ارض کے مختلف علاقوں میں پڑتا ہے، چنانچہ مطالع رویت بدلتے رہتے ہیں اور زمین کو مستقل طور پر مقررہ قسم کے مطالع میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ یہ ممکن

نہیں ہے۔ کچھ عرصے بعد کسی مرتبہ رویتِ ہلال کا خط کسی ایسے طول البلد پر پڑے جہاں وہ پہلے بھی واقع ہو چکا ہو۔ اگر ہم ایک طویل مدت کے اعداد و شمار سامنے رکھیں تو ہم دیکھیں گے کہ اس عرصے میں رویتِ ہلال ایک سے زیادہ مرتبہ کسی خاص طول البلد پر یا اس کے آس پاس ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ ایسی صورت عموماً ایک خاصے عرصے کے بعد ہی واقع ہو سکتی ہے اس لیے ہر ماہ روئے زمین کے لیے مطالع رویت کی تقسیم بدلتی رہے گی اور کرۂ ارض کو متعین طور پر ایسے حصوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکے گا جن کے مطالع ایک دوسرے سے متحد یا مختلف ہوں۔

سوال ۱۲ ۔ اگر اس طرح کی تقسیم کی جا سکتی ہے تو براہِ کرم وضاحت کے ساتھ زمین کے اُن خطوں کو بیان کر دیں جن کے مطالع متحد اور جن کے مطالع مختلف ہوں اور یہ بھی بتائیں کہ جن علاقوں کا مطلع ایک ہے کیا ان میں بھی یہ ممکن ہے کہ ایک جگہ مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہ آئے اور دوسری جگہ نظر آئے؟

جواب ۔۔ اس سوال کے پہلے حصے کا حل گذشتہ جواب سے ہو جاتا ہے، یعنی یہ کہ ایسی تقسیم سائنسی طور پر ممکن نہیں ہے۔ رویتِ ہلال کے لیے زمین کے وہ خطے جن کے مطالع متحد اور مختلف ہوں ہر ماہ مختلف ہوں گے۔ البتہ جن علاقوں کا مطلع ایک ہو (اور یہ علاقے شمالاً جنوباً ہی واقع ہو سکتے ہیں) اُن کے درمیان یہ ممکن ہے کہ ایک جگہ مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہ آئے اور دوسری جگہ نظر آئے۔ اس کا سبب وہ عوامل ہیں جو ایک ہی طول البلد والے علاقوں کے درمیان مختلف مقامات پر مختلف طرح سے اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ کہ وہ مطالع جنہیں عام طور پر 'صاف مطلع' کہا جاتا ہے، مختلف مقامی فضائی کیفیات کی بنا پر مرئیت (VISIBILITY) کے اعتبار سے 'کمتر' اور 'بہتر' ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ رویت ہلال پر حسب ذیل عوامل، ایک ہی طویل البلد والے مختلف مقامات پر مختلف طرح سے اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

(۱) میل قمر (DECLINATION OF THE MOON) - اس بات کو تقریباً ہر شخص نے محسوس کیا ہوگا کہ چاند اور آفتاب جب آسمان پر مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہیں تو کسی زمانے میں وہ سمت الراس (ZENITH) یعنی سر کی سیدھ میں آسمان کے سب سے بلند نقطے پر یا اس کے قریب تک آ جاتے ہیں

اور کبھی ان کے سفر کا راستہ بہیں مغربی پاکستان میں زیادہ جنوب کی طرف مائل معلوم ہوتا ہے یعنی وہ سر کی سیدھ پر نہیں آتے ۔ اس صورتِ حال کا سبب آسمان پر آفتاب، چاند اور ستاروں کے راستوں کی وہ کیفیت ہے جسے فلکیات کی اصطلاح میں مَیلِ فلکی (DECLINATION) کہتے ہیں ۔ آفتاب ، مغربی پاکستان کے کسی علاقے پر بھی سمت الراس پر نہیں آتا، کیونکہ خطِ سرطان (TROPIC OF CANCER) جہاں تک آفتاب خطِ استوا (EQUATOR) کے شمال میں بڑھتا ہے اور سمت الراس پر آتا ہے وہ مغربی پاکستان کے جنوبی ساحل کے نیچے سے گزرتا ہے ۔ البتہ چاند کا معاملہ مختلف ہے کیونکہ یہ اپنے مَیلِ شمالی کے تحت مغربی پاکستان پر کم و بیش ۲۸½ درجے عرض البلد تک سمت الراس پر آسکتا ہے ۔ اس کے پیشِ نظر مختلف مقامات پر مختلف موسموں میں ہلال کے غروب کے اوقات میں تبدیلی ہوگی، جس طرح آفتاب کے لیے ہوتی ہے ۔ گو اس تبدیلی کی کیفیت آفتاب کے مقابلے میں کچھ مختلف ہوگی ، کیونکہ چاند کا انتہائی مَیلِ فلکی ، خواہ یہ شمالی ہو یا جنوبی ، آفتاب کے مقابلے میں کوئی ۵ درجے زیادہ ہو سکتا ہے ۔ غروبِ آفتاب کے اوقات میں ایسی تبدیلیوں کا ذکر سوال ۱۴ کے جواب میں کیا جائے گا اور رویتِ ہلال کا حساب لگانے کے لیے ان تبدیلیوں کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا ۔ غرض مختلف زمانوں میں ایک ہی طول البلد والے مختلف مقامات ، رویتِ ہلال کے لیے زیادہ سازگار ہو سکتے ہیں ۔

(ب) محلِّ وقوع ۔ اس میں کسی مقام کی عرض البلدی جائے وقوع یعنی خطِ استوا سے اس کی دُوری کے علاوہ ایسے جغرافیائی محلِّ وقوع کی رعایت بھی رکھنا ہوگی جیسے سطحِ سمندر سے بلندی یا سمندر سے قرب اور دُوری وغیرہ ۔ کیونکہ یہ امور بھی رویتِ ہلال پر ایک سے زیادہ طریقوں سے اثر انداز ہو سکتے ہیں ۔ ان میں بعض نکات ایسے ہیں جن کا تعلق مقامی موسمی حالات اور فضائی کیفیات سے ہے ۔ ان نکات پر مزید روشنی سوال ۱۴ کے جواب میں ڈالی گئی ہے ۔

(ج) مقامی فضائی حالات و کیفیات ۔ اس ضمن میں فضا اور مطلع صاف ہونے کے علاوہ ، یہ چار عوامل اثر انداز ہوتے ہیں (۱) گرمی ۔ (۲) سردی ۔ (۳) فضا کی خشکی ۔ اور (۴) فضا کی نمی یعنی آبی بخارات کی موجودگی ۔ ان میں سے دو عوامل یعنی گرمی اور فضا کی خشکی ایسے ہیں جو طبعیات کے ایک مظہر انعطافِ نور

(REFRACTION OF LIGHT) کی شرح میں کمی کا سبب ہوتے ہیں اور اس طرح رویتِ ہلال کے لیے حالات کو کم سازگار بنا سکتے ہیں۔ باقی دو عوامل یعنی سردی اور فضا کی نمی، طبیعیات کے مذکورہ مظہر کے اثر میں بیشی کا سبب ہوتے ہیں اور اس طرح رویتِ ہلال کے لیے مقامی فضائی حالات کو زیادہ سازگار بنا سکتے ہیں۔ کسی مقام کی سمندر سے زیادہ بلندی رویتِ ہلال کے لیے کم سازگار ہو سکتی ہے۔ اس کا سائنسی سبب بادپیمائی دباؤ (BAROMETRIC PRESSURE) میں کمی ہے جو انعطافِ نور کی شرح میں کمی کا باعث ہوتی ہے اور انعطافِ نور میں کمی بیشی، خصوصاً ان اجرامِ فلکی کے مشاہدے کے لیے جو افق سے بہت قریب ہوں، جیسا کہ بعض اوقات نیا چاند ہوتا ہے، نمایاں طور پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

مذکورۂ بالا عوامل کے نقطۂ نظر سے اگر ہم مختلف ملکوں کے مختلف مقامات پر غور کریں تو ان کے حالات میں فرق ہوگا، خواہ وہ ایک ہی مطلع (طول البلد) پر واقع ہوں۔ اسی طرح اگر ہم مغربی پاکستان کے مختلف مقامات پر غور کریں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ ہمارے اس صوبے کے شمالی مقامات کی بہ نسبت، اسی طول البلد پر واقع جنوبی مقامات، خصوصاً جو سمندر کے کنارے واقع ہوں، رویتِ ہلال کے لیے زیادہ سازگار ہو سکتے ہیں۔ ان عوامل سے قطع نظر مغربی پاکستان کے جنوبی علاقے، شمالی علاقوں کی بہ نسبت زیادہ مغرب کی طرف واقع ہیں جو رویتِ ہلال کے لیے واضح طور پر زیادہ سازگار صورت ہے۔ یہاں یہ وضاحت مناسب ہوگی کہ مذکورۂ بالا نکات، جو ایک ہی طول البلد والے مقامات پر اثر انداز ہونے والے عوامل سے متعلق ہیں، اُن کی نوعیت بہت باریک فرق کی ہے لیکن یہ عوامل اُس صورت میں بہر حال قابلِ لحاظ ہوں گے جب نیا چاند دکھائی دینے کی ایسی منزل پر ہو جہاں حالات کی سازگاری کا خفیف سا فرق بھی رویت اور عدمِ رویت کا فرق پیدا کر سکتا ہے۔ (باقی)